ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

عصری تعلیمی اداروں کا نصابِ اسلامیات اور اخلاقی تربیت: سیرت صحابہ کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Islamic curriculum and moral training of contemporary educational institutions: research and analytical study in the light of the biography of the Companions

محمد یوسف

پی ایچ ڈی اسکالر یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن

ایسوسی ایٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

Abstract

Allah Almighty has awarded Hazrat Muhammad (PBUH) to the highest status of morals. He was a practical example of good morals for the people. He taught good manners to those people who accepted His call to Islam and became Muslims and left this world in the state of Islam, they are called Pious Companions.These Companions were morally the best people in the society. They ruled the hearts of people through their good morals and many non-Muslims accepted Islam by being inspired by their good morals. Punjab Curriculum and Textbook Board, Lahore In the curriculum of Islamiat, under the famous chapter of [Mashaheer e Islaam aur Hedayat ke Sar chashmey"مشاہیر اسلام اور ہدایت کے سرچشمے"] the moral aspects of the Companions are specially mentioned in these lessons, which are important and guiding light for our individual, collective, social, economic, political and family life. It is up to the teachers of our educational institutions to highlight the moral aspects of the Companions in the Islamic curriculum so that our next generation is called the best generation in terms of morals.

Keywords: status of morals, Pious Companions, Mashaheer e Islaam

تعارف

یہ بات حرفِ آخر کی طرح ثابت ہے کہ وہ اقوام انتہائے عروج کو پہنچیں جنہوں نے اخلاقیات کو اپنایا اور وہ اقوام انتہائے تنزلی کا شکار ہو گئیں جنہوں نے اخلاقیات کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ عصرِ حاضر میں بھی یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ غیر مسلم اقوام ترقی پذیر اقوام میں شامل ہیں۔ ان کا ترقی پذیر اقوام کی صف میں شامل ہونا اخلاقی اقدار کو اپنانے سے ممکن ہوا اور بعض مسلم ممالک اخلاقی گراوٹ کا شکار ہونے کی وجہ سے انتہائے تنزلی کو پہنچ چکے ہیں۔ اخلاقی اقدار کو اپنانے سے نہ صرف اس دنیا میں عروج ملتا ہے بلکہ آخرت میں بھی سرخرو کے تاج سے نوازا جائے گا۔ آج ہماری تنزلی کی بڑی وجہ اخلاقی اقدار کا انحطاط اور گراوٹ ہے اگر غیر مسلم اقوام اور ممالک اخلاقی اقدار کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا کر عروج کی انتہا کو پہنچ سکتے ہیں تو ہم بحیثیت مسلمان اور نبی آخر الزمان، خاتم النبیین کے امتی کہ جن کو اللہ نے اخلاق کے اعلیٰ منصب پر فائز کیا[1] اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کی اخلاقی تربیت اس انداز سے کی کہ دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

---

[1] وانک لعلیٰ خلق عظیم، القلم، 4:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ان اخلاقی اقدار کو اپنا کر دنیاو آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ ان اخلاقی اقدار سے مزین افراد نے ہی معاشروں کو انتہائے عروج پر پہنچایا اگر غور کیا جائے تو انبیا اکرام کی بعثت کا بنیادی طور پر مقصد انسانی ذہنوں کی تربیت اور اصلاح معاشرہ تھا۔ اور اس عظیم مقصد کا حصول اخلاقِ حسنہ کے ذریعے ہی ممکن تھا۔ اخلاقِ حسنہ ہی معاشرے کے افراد کے سکون اور امن کا ضامن ہو سکتا ہے، اس سے معاشرے میں بگاڑ، تعصب، انتہاء پسندی، ظلم، بدامنی اور بے سکونی کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ اخلاقی اقدار سے مزین ہونا اعلیٰ صفت انسانی ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم نبی آخر الزماں کے ان صحابہ اکرام کے اقوال اور سیرت کا مطالعہ کریں کہ جنھوں نے قبول اسلام کے بعد اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال کی روشنی میں بنایا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کی اخلاقی تربیت اس انداز سے کی کہ وہ معاشرے کے اعلی، معتبر اور بہترین افراد بن گئے۔ جن سے معاشرے میں امن و سکون کی فضا پیدا ہوئی۔

اخلاق کا مفہوم:

لغوی تعریف: لغوی لحاظ سے اخلاق کا مادہ خلق (خ۔ل۔ق) ہے اور یہ خلق کی جمع ہے جس کے معنی طبیعت، عادت وعدات و کردار کے ہیں۔ معروف لغت دان ابنِ منظور نے لسان العرب میں اخلاق کے معنی کچھ یوں بیان کیے ہیں:

> **وهو الدين والطبع والسجية، وحقيقة انه لصورة الانسان الباطنية وهى نفسه، واوصافها و معانيها المختصة بها۔**[2]

> ترجمہ: خلق کا معنی دین فطرت اور طبیعت ہے۔ در حقیقت یہ انسان کی اندرونی کیفیت ہے جس طرح اس کی ظاہری شکل و صورت کو خلق کہا جاتا ہے۔ اس طرح اس کے اوصاف اور مخصوص معنی کو خلق کہتے ہیں۔

سید مرتضیٰ حسین بلگرامی زبیدی، اعظم محدث، علم الانساب کے ماہر، تاج العروس میں لکھتے ہیں:

> **الخليقة: الطبيعة يخلق بها الانسان**[3]

> خلیقۃ: (جمع خلائق) اس کا معنی طبیعت ہے جس پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔

لغوی طور پر معلوم ہوا کہ خلق سے مراد انسان کے وہ اوصاف ہیں جو اس کے ظاہر اور باطن کی نمائندگی کریں۔ اگر وہ اوصاف مثبت ہو تو ان کو اخلاق حسنہ کہا جاتا ہے اور اگر ان کا تعلق منفی پہلوؤں سے ہو تو اخلاق سئیہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اصطلاحی تعریف:

برصغیر پاک وہند کے معروف محدث شاہ ولی اللہ اخلاق کی تعریف یوں رقمطراز ہیں:

"انسان کی وہ کیفیت جو اس کی طبیعت کے مختلف اوصاف وحالات کو جدوجہد کرکے اپنی جانب راجع کرے خلق کہا جاتا ہے۔"[4]

---

[2] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 1390ھ، 10/ 86،85۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، جرجانی، سید شریف، کتاب التعریفات، مکتبہ رحمانیہ لاہور، 1999، ص، 73

[3] زبیدی، سید مرتضی حسن، تاج العروس، دار الفکر بیروت لبنان، ص 13/ ،120

[4] شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2، 161

معروف مفسر امام رازی فرماتے ہیں:

"الخلق ملكة نفسانية يسهل على المنصف بها الاتيان بالافعال الجملة"[5]

ترجمہ: "ایسی باطنی کیفیت اور ملکہ جس سے پاکیزہ اعمال صادر ہوتے ہیں خلق کہلاتا ہے۔"

امام ماوردی کے نزدیک اخلاق سے مراد یہ ہے کہ

الاخلاق غرائز كامنة، تظهر بالاختيار، و تقهر بالاصطرار[6]

امام سید شریف جرجانی خلق کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عبارة عن هيئة للنفس راسخة تصدر عنها الافعال بسهولة و يسر من غير حاجة الى فكر وروية فان كان الصادر عنها الافعال الحسنة كانت الهيئة خلقا حسنا، وان كان الصادر منها الافعال القبيحة سميت الهيئة التى هى مصدر ذلک خلقا سئيا"[7]

نفس کی وہ راسخ کیفیت جس سے بغیر سوچ سمجھے بڑی آسانی سے افعال صادر ہوتے ہیں خلق کہلاتا ہے اور اگر یہ کیفیت ایسی ہے کہ اس سے عقلی اور شرعی لحاظ سے نہایت آسانی سے خوبصورت اعمال صادر ہوں تو اس کیفیت کا نام "اچھا خلق" ہے۔اور اگر اس راسخ کیفیت سے برے اعمال صادر ہوں تو ایسی کیفیت "برا خلق" کہلاتی ہے۔

نامور عہد عباسی کا ادیب ابو عثمان عمر بن بحر المعروف جاحظ خلق کے بارے رقمطراز ہیں:

"حال النفس بها يفعل الانسان افعاله بلا روایة ولا اختيار"[8]

نفس کی وہ حالت جس کی وجہ سے انسان بغیر سوچے سمجھے اور بغیر اختیار کے کام کرے خلق کہلاتا ہے۔

معروف نقاد، محقق اور ادیب محمد علی خاں المعروف وارث سرہندی خلق کا مفہوم اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ

" خلق کی جمع اخلاق ہے اس سے مراد ملنساری، کشادہ پیشانی سے ملنا، عادتیں، خصلتیں، جوش خوئی، خاطر مدارت، آو بھگت کرنا ہے۔اور جب ہم علم الاخلاق کی بات کریں گے تو اس سے مراد وہ علم جس میں معادو معاش، تہذیب نفس، سیاست و مدن وغیرہ کی بحث ہو۔"[9]

گویا اخلاق سے مراد انسان کی عادتِ حسنہ، اعلی کرادر، ایک مخصوص طرز حیات، قاعدہ قرینہ اور وضع بودوباش ہے۔ایک بہترین کردار، مخصوص طرزِ حیات، قاعدہ و قرینہ اور وضع بودوباش نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی مل سکتا ہے۔یا ان لوگوں کی زندگی میں جنھوں نے شب وروز نبی کریم ﷺ کے ساتھ گزارنے کی سعادت حاصل کی ہے۔اور وہ صحابہ اکرام ہیں۔حضرات صحابہ اکرام بنی نوع انسان ہیں وہ برگزیدہ اور خوش نصیب ترین افراد تھے جنھوں نے نبی آخر الزمان، خیر البشر، سید الاولین و الآخرین، خاتم الانبیاء والمرسلین نبی کریم ﷺ کی زیارت خدمت، صحبت اور معیت

---

[5] رازی، امام فخر الدین، تفسیر الکبیر، (المعروف تفسیر رازی) دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ص،5

[6] ۔ماوردی، امام، بوالحسن، علی بن محمد، کتاب التعریفات، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص،73،

[7] جرجانی، امام سید شریف علی بن محمد، کتاب التعریفات، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص:73

[8] الجاحظ، ابو عثمان عمرو، تہذیب الاخلاق، دار اصحاب للتراث، ط:1989، ص:12

[9] جالبی، جمیل، قومی اردو لغت مقتدرہ، اسلام آباد، ص:87

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

حاصل کی ہے[10] اور سب سے بڑی بات ہے کہ انہیں نبی کریم ﷺ سے براہِ راست کسب فیض اور دین حق سیکھنے کا موقع ملا۔ دینِ برحق سیکھنے کے بعد انہوں نے اس کو مقدس ترین امانت سمجھ کر تمام امت تک پہنچانے کا انتہائی اہم اور مبارک ترین فریضہ سرانجام دیا۔ امت ان صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا رہتی دنیا تک ناقابل فراموش احسان یاد رکھے گی۔ زیرِ نظر آرٹیکل میں عصری تعلیمی اداروں کے نصاب اسلامیات میں موجود اخلاقی اقدار اور اخلاقی تربیت کا سیرت صحابہ کرام کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا۔

نصاب اور اخلاقی تربیت:(سیرتِ صحابہ کی روشنی میں)

نصاب اسلامیات اور سیرت صحابہ کی روشنی میں اخلاقی تربیت اور، اخلاقی انداز کو اپنے اوپر لازم کرنا کے مطالعہ کے بعد اب حکومتی تعلیمی اداروں کے نصاب اسلامیات میں سیرت صحابہ کی روشنی میں اخلاقی اقدار کا جائزہ لیا جائے گا۔

ایثار:

اخلاقی اوصاف میں سے ایک اخلاقی وصف فیاضی بھی ہے لیکن ایثار فیاضی کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔ صحابہ اکرام میں یہ صفت اس قدر پائی جاتی تھی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ کی پانچویں جماعت کی اسلامیات کی درسی کتاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ان کی ایک وصف ایثار کا تذکرہ کیا گیا ہے۔[11]

اصحاب رسول رضی اللہ عنہ کی سیرت سے ہمیں ایسے واقعات ملتے ہیں جو اس وصف کی عملی نظیر پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عطیہ دیا تو انہوں نے یہ کہ کر انکار کر دیا کہ اعطہ من ھو افقر الیہ منی یہ اس کو دیجیے جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے۔[12] ایثار کی اعلیٰ مثال صحابی رسول ﷺ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے بھی ملتی ہے کہ ایک بار ایک فاقہ زدہ شخص دربارِ رسالت میں حاضر ہوا۔ اتفاقاً تب آپ کے گھر میں پانی کے سوا کچھ نہ تھا، اس لیے آپ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ آج کی شب کو اس مہمان کی ضیافت کون کرے گا، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں۔ چناچہ وہ اس مہمان کو گھر لے آئے۔ بیوی سے پوچھا کھانے کو کچھ ہے؟ وہ بولی کہ صرف بچوں کا کھانا ہے۔ بولے، بچوں کو تو کسی طرح بہلاؤ۔ جب مہمان کو گھر لے آوں تو تم چراغ بجھا دینا اور میں اس پر یہ ظاہر کروں گا کہ ہم بھی ساتھ کھا رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ صبح جب دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات اللہ تعالیٰ تمہارے اس حسنِ سلوک سے بہت خوش ہوئے ہیں اور یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی ہے۔[13]

ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصة(الحشر:9)

---

[10] عبد العلی الکنوی، محمد بن نظام، فواتح الرحموت، بشرح مسلم الثبوت، دار لکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2/196

[11] اسلامیات، جماعت پنجم، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور ص:73

[12] بخاری، امام، محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، دار الحضارۃ للتوضیع والنشر، الریاض، ح:1473

[13] القشیری، امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ، دار الحضارہ للنشر والتوضیح، الریاض، ح:2054

حرف و سخن
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

رسول اکرم ﷺ نے جب انصار اور مہاجرین کے درمیان رشتہ اخوت قائم کیا تو حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ اپنے مال میں سے آدھا حصہ دینے کے ساتھ ساتھ دو بیویوں میں سے ایک بیوی بھی دینا چاہیے کہ وہ ایک بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں جسے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے شکریہ کے ساتھ انکار کر دیا۔[14]

ایثار ایک ایسا وصف ہے جس کو اپنا کر محبت و مودت کا جذبہ بڑھتا ہے، معاشرتی اتحاد و اتفاق کی فضا برقرار رہتی ہے۔ یقینا اصحاب رسول رضی اللہ عنہمنے اس وصف کا عملی مظاہرہ کر کے امت کو جلا بخشی ہے اور اس اخلاقی قدر کو اپنانا ایک پر امن معاشرے کی ضرورت بھی ہے۔

مسکین نوازی

صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معاشرے کے بے یارومددگار افراد کے ساتھ حسنِ سلوک کا رویہ اپنی مثال آپ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کسی مسکین کو اپنے دستر خوان میں شریک کیے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔[15]

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ جب نابینا ہو گئے تو انہوں نے اپنے مصلی سے گھر کے دروازے تک ایک دھاگہ باندھ رکھا تھا جب کوئی مسکین آتا تو ٹوکری سے کچھ کھجوریں لیتے اور اس دھاگے یا رسی کے سہارے دروازے تک آ کر اس کو دے دیتے تھے۔ ان کے اہلِ خانہ نے کہا کہ یہ کام ہم کر سکتے ہیں تو وہ کہتے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ مسکین کو دینا بری موت سے محفوظ رکھتا ہے۔[16]

اسلام معاشرے کے غریب، نادار اور مساکین کو معاشرے کا حصہ بناتا ہے اس لیے صاحب استطاعت لوگوں کو ترغیب دیتا ہے کہ معاشرے کے ایسے لوگوں کی مدد کی جائے۔ تاکہ وہ بھی اپنے آپ کو ایک معاشرے کا حصہ سمجھیں۔ صحابہ کرام کی بے نظیر مثالوں سے اس اچھے خلق کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے

استعفاف

اگرچہ صحابہ کرام کی کثیر تعداد دربارِ رسالت سے ان کی ایسی تربیت ہوئی تھی کہ وہ کسی کے سامنے دستِ سوال نہیں پھیلاتے تھے۔ ایک بار نبی ﷺ کے پاس چند صحابہ اکرام حاضرِ خدمت ہوئے اور بیعت کی۔ نبی ﷺ نے چند بیعت کی شرائط رکھی۔ ان میں سے ایک شرط یہ تھی۔ لا تسئلو الناس شیئا۔ تم لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا۔ ان میں سے بعض صحابہ کرام کے اس شرط کی اتنی شدت کے ساتھ پابندی کی کہ اگر راہ میں کوڑا بھی گر جاتا تو کسی سے یہ نہیں کہتے تھے کہ اٹھا کر دے دو۔[17]

خلیفہ راشد اول بلا فصل، امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہوتے ہیں تو ہاتھ سے لگام گر جاتی تھی تو اونٹنی کو بٹھا کر خود اپنے ہاتھ سے اس کو اٹھا لیتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں کیوں حکم نہیں دیا۔ تو فرماتے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی سے کچھ نہ مانگ۔[18]

اصحاب صفہ میں خودداری کا یہ عالم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مخصوص وصف امتیازی کو خاص طور پر سراہا ہے

---

14 صحیح البخاری:2049

15 ایضا:5393

16 عسقلانی، حافظ ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ (اردو)، تذکرہ حارثہ بن نعمان، مترجم مولانا عامر شہزاد علوی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور،، ص:1/ 556

17 صحیح مسلم:1043

18 احمد بن حنبل، امام، مسند احمد (اردو) مترجم: مولانا ظفر اقبال، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ح:12175

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

۔ یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف تعرفهم یسمعهم لا یسئلون الناس الحافا۔[19]

یقیناً بغیر کس ضرورت کے کسی سے سوال کرنا اخاقی لحاظ سے ایک منفی بات ہے۔ ایسے لوگوں کی معاشرے میں کوئی عزت بھی نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام اس سے بہت بچتے تھے جیسا کہ مذکورہ واقعات سے ظاہر ہے۔

جود وسخا

اللہ تعالیٰ نے صحابہ اکرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو بہت سے اخلاقی محاسن سے نوازا تھا۔ اور ان کے تمام اخلاقی محاسن نے اسلام کو تقویت دی۔ لیکن سب سے زیادہ اسلام کو صحابہ اکرام کی فیاضی سے رسوخ وثبات حاصل ہوا۔ صفہ کا چبوترہ ہو یا میدان جہاد، بھوکوں پیاسوں کو کھانا پلانا ہو یا مسجد نبوی کی جگہ کی خریداری اور تعمیر وترقی، صحابہ کرام نے جود وسخا کی بے نظیر مثالیں قائم کی۔

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ کے نصاب اسلامیات میں صحابہ کرام کی سخاوت کا تذکرہ کچھ اس طرح کیا گیا ہے:

یار غار اور خلیفہ اول بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بحثیت مکہ کے ایک مال دار تاجر کے اپنی دولت اسلام اور مسلمانوں پر خرچ کی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ان جیسے کئی غلاموں کو منہ مانگی قیمت ادا کر کے آزاد کروایا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر گھر کا سارا سامان حاظر خدمت کر دیا۔[20]

داماد رسول، ذوالنورین، شرم وحیا کے پیکر اور خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجدِ نبوی کی توسیع کے لیے ایک قطعہ ارضی خرید کر مسجد کے لیے وقف کر دیا، بئر رومہ خرید کر وقف کیا اور غزوہ تبوک میں سامان جہاد مہیا کر کے فیاضی کی اعلیٰ ترین مثال قائم کی۔[21]

عشرہ مبشرہ صحابی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد اور دوسرے غزوات میں اپنی جان کے علاوہ مال کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔[22] عشرہ مبشرہ صحابی اور امت کا امین کا لقب پانے والے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انعام میں ملنے والے چار سو دینار اور چار ہزار درہم (ایک خطیر رقم) فوج میں تقسیم کر دیے۔[23] مالدار تاجر صحابی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ "میرے ترکے میں ہر بدری صحابی کو چار چار سو دینار دیے جائیں۔" تب ایک سو بدری صحابہ حیات تھے اور ان میں چار چار سو دینار تقسیم کیے گئے۔[24]

یقیناً یہ سب اللہ کے نبیؐ کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ اصحاب رسول مال کماتے تھے لیکن اس کو اللہ کا مال سمجھتے ہوئے اللہ کی مخلوق میں فراخدلی سے خرچ کرتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔ انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے آخرت بہتر کی۔ ان کا یہ حسن خلق ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

---

19 البقرۃ:273

20 اسلامیات، جماعت سوم، پنجاب کریکوم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور 2020ء، ص::59

21 اسلامیات، جماعت چہارم، ص:74

22 اسلامیات، جماعت ششم، ص:85

23 ایضا، ص:87

24 ایضا، ص:88

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

حلم:

بار گاہِ رسالت سے فیض یافتہ وتربیت یافتہ صحابہ اکرام نہایت نرم خو، حلیم اور بردبار تھے۔ ایک بار ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا انہوں نے سکوت فرمایا۔ اس نے پھر نازیبہ وناشائستہ کلمات کہے۔ وہ خاموش رہے تیسری بات اس نے پھر اسی طرح کے الفاظ کا اعادہ کیا تب انہوں نے اس کا جواب دیا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے اس کو بھی پسند نہ فرمایا۔[25] پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور کی آٹھویں کلاس کی اسلامیات کی درسی کتاب میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں حلم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔[26]

مہذب معاشروں کی یہ خوبی ہے کہ وہاں کے باسی بڑے تحمل مزاج ہوتے ہیں۔ تحمل مزاجی اور بردباری ایک پر سکون اور خوشحال معاشرے کے وجود کی علامت ہیں۔ اس سے آپس کے لڑائی جھگڑوں اور اختلاف کا خاتمہ ہوتا ہے اور ترقی کی منازل طے کی جاتی ہیں۔ اصحاب رسول کے فضائل ومناقب میں حلم وتواضع کا تذکرہ بڑے واضح انداز میں ملتا ہے۔ انہوں نے اس وصف کا عملی مظاہرہ پیش کر کے مثالیں قائم کر دیں۔

مہمان نوازی:

مہمان نوازی عرب کے اخلاقی محاسن میں سے ایک اچھی صفت تھی۔ اور یہ ان کے محاسن اخلاق کا ایک نمایاں جزو تھا لیکن اسلام نے اس کو اور بھی نمایاں کر دیا تھا۔ صحابہ اکرام اس اخلاقی صفت میں اپنی مثال آپ تھے۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'من كان عنده طعام اثنين فليذهب بثالث ومن كان عنده طعام اربعة فليذهب بخامس او سادس'

جس شخص کے پس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ (اصحاب صفہ میں سے) ایک تیسرا آدمی لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ (اصحاب صفہ میں سے ایک یا دو) پانچواں یا چھٹا آدمی لے جائے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین لوگوں کو اپنے گھر لے آئے اور ان کی مہمان نوازی کی۔[27]

اصحاب رسول کی نمایاں خوبیوں میں سے ایک مہمان نوازی بھی تھی۔ وہ بہت مہمان نواز تھے۔ اور اپنے اہل وعیال کی تربیت بھی اس انداز سے کرتے کہ اگر گھر میں کوئی مہمان آجائیں تو ان کی مہمان نوازی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے۔

صبر واستقامت:

مردوں پر نوحہ کرنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑنا، مرثیہ خوانی کرنا، عربوں کے اخلاق سیئہ میں سے تھے اور یہ ان کے قومی اشعار میں تھے۔ لیکن دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے صحابہ اکرام کی دربارِ رسالت سے ایسی تربیت ہوئی کہ وہ صبر واستقامت کے خوگر بن گئے۔

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور کی آٹھویں جماعت کی اسلامیات کی درسی کتاب میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں سے ان کے صبر کا تذکرہ کیا گیا ہے۔[28]

---

[25] ابو داود، امام، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، دار الحضارۃ للنشر والتوزیع، الریاض، ح:4896

[26] اسلامیات، جماعت ششم:71

[27] صحیح بخاری:3581

[28] اسلامیات، جماعت ہشتم:71

شجاعت وبہادری

شجاعت وبہادری عربوں کے اخلاقی محاسن کا جزو تھا۔ وہ بہت بہادر لوگ تھے۔ وہ جرات وشجاعت کا اظہار کبھی عقائد کے اظہار میں کرتے، کبھی میدانِ جنگ میں اور کبھی ظالم بادشاہوں کے سامنے۔ یہی لوگ جب اصحاب رسول کی صف میں شامل ہوئے تو انہوں نے تب بھی ان تمام مواقع پر شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کیا۔

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور کی جماعت پنجم اور ششم کی اسلامیات کی درسی کتب میں اصحاب رسول کی شجاعت وبہادری ان کے فضائل ومناقب میں بیان کی گئی ہے۔[29] حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ قبول اسلام کے بعد مسجد حرام میں بآواز بلند کلمہ شہادت کا اقرار کرتے ہیں تو کفار ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور سخت زدوکوب کرتے ہیں لیکن شجاعت وبہادری کی حالت یہ ہے کہ دوسرے دن پھر اسی جوش وجذبے کے ساتھ کلمہ شہادت کا اعلان کرتے ہیں۔[30]

یہ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شجاعت وبہادری کا ہی نتیجہ تھا کہ غزوات میں اپنے دشمن کے مقابلے میں بہت قلیل ہونے کے باوجود فتوحات حاصل کیں اور بڑی جرات وشجاعت کا مظاہرہ کیا۔

صداقت:

اصحابِ رسول ﷺ کے نزدیک جھوٹ سب سے مبغوض خلق تھا وہ صداقت کے پیکر تھے۔

> غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے لوگوں میں سے منافقین نے جھوٹی سچی معذرت کر دی لیکن حضرت کعب بن مالک نے سچ سچ بتادیا۔ اگرچہ وقتی طور پر ان سے بائیکاٹ ہوا لیکن ان کی صداقت کی وجہ سے اللہ نے ان کے جہاد سے پیچھے رہ جانے والی غلطی کو معاف کر دیا۔[31]

صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جھوٹ کو بدنما داغ سمجھتے تھے جسے وہ اپنے دامن سے کبھی بھی نہ لگنے دیتے۔ اگر ان پر کبھی کذب و دروغ کا اتہام لگ جاتا تو جب تک حق اور باطل واضح نہ ہو جاتا ان کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ جاتی۔

دیانت:

دربارِ رسالت سے فیض یافتہ صحابہ اکرام دیانت داری میں اپنی مثال آپ تھے۔ پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور کی اسلامیات کی جماعت پنجم کی درسی کتاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہوئے آپ کی امانت ودیانت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔[32] ایک بار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو 100 اشرفیوں کا توڑا ملتا ہے وہ اللہ کے نبی کے پاس حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ اللہ کے نبی فرماتے ہیں کہ ایک سال تک مالک کی

---

[29] اسلامیات، جماعت پنجم: 77

اسلامیات، جماعت ششم: 86

[30] بخاری: 3522

[31] بخاری: 4418

[32] جماعت پنجم: 73

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

جستجو کی منادی کرو۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور اگلے سال پھر حاضر خدمت ہوئے آپ ﷺ نے پھر وہی حکم دیا وہ حکم بجالائے پھر تیسرے سال آئے تو آپ ﷺ نے پہلے کی طرح حکم دیا لیکن جب اب کی بار بھی مالک نہ ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

احفظ عددها وكاءها ووعاءفان جاء صاحبهاوالا فاستمتع بها[33]

اسے بحفاظت رکھ لینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر مالک مل گیا تو اسے دے دینا ورنہ اس سے خود فائدہ اٹھانا۔

امانت و دیانت ایک کثیر الجہتی عمل ہے جس کو افراد کے مابین، فرد اور معاشرے کے درمیان، فرد اور اللہ کے درمیان، اور فرد کی اپنی ذات کے درمیان تعلق کی صورت میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اصحاب رسول نے ہر پہلو پر امانت و دیانت کی عملی شکل پیش کر کے بے نظیر مثالیں قائم کیں ہیں۔

عفوو درگزر:

دربارِ رسالت سے تربیت یافتہ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس آیت کی حقیقی تفسیر تھے۔

والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس۔[34]

ایک بار اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کو صدقہ فطر کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ رات کو تین بار ایک چور آیا اور غلہ چرا کر چلا حضرت ابو ھریریہ اس کو ہر بار پکڑ لیتے تھے لیکن اللہ کے نبی ﷺ کی تربیت کا یہ اثر تھا کہ اس کو تینوں بار منت ساجت کرنے پر چھوڑ دیا آخیر میں معلوم ہوا کہ وہ شیطان تھا۔[35]

یقیناً معاف کر دینا بلند ہمت لوگوں کا کام ہے۔ اس معاشرے سے نفرت کا بیج مر جھا جاتا ہے، اختلاف، لڑائی جھگڑے اور نفرتوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور یہ پر امن معاشرے لے لیے ناگزیر ہے۔ آپس میں محبت اور اتحاد اتفاق کی فضا قائم ہوتی ہے۔ اصحاب رسول اس وصف میں اپنی مثال آپ تھے۔

قناعت و شکر الہی:

انسان دنیاوی نقصان پر بد حواس ہو کر مجبوراً صبر کا خوگر بن جاتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ایک لاولد کو بیٹا، مفلس کو دولت اور ذلیل شخص کو عزت دے دیتا ہے تو دفعتاً وہ خدا کو بھول کر مغرور اور ناپسند ہو جاتا ہے۔ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے یہ دونوں طرح کے حالات تھے لیکن انہوں نے نقصان اور پریشانی کے دور میں صبر کیا اور خوشحالی میں اللہ کا شکر ادا کیا۔ پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور کی اسلامیات کی درسی کتب میں اصحاب رسول حضرت ابو بکر صدیق،[36] حضرت ابوذر غفاری[37] اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ[38] رضی اللہ عنھم کے فضائل مناقب کے تحت ان کی

---

[33] ابو داود:1701

[34] القرآن 3:134

[35] بخاری:2311

[36] اسلامیات، جماعت سوم:59

[37] اسلامیات، جماعت ہشتم:75

[38] اسلامیات، جماعت ششم:85

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

قناعت و شکر الہی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی کھانا کھانے کے بعد فرماتے کہ **الحمد للہ الذی کفانا المؤنۃ واوسع علینا فی الرزق**[39] اس خدا کا شکر ہے جو ہمارا کفیل ہوا اور ہمارے رزق میں وسعت دی۔

شرم وحیا:

اسلام میں شرم وحیاء کی اتنی ترغیب ہے کہ اسے ایمان کی شاخ کہا گیا ہے۔ اور صحابہ اکرام کے کشتِ دل میں ایمان کی یہ شاخ اس قدر سرسبز و شاداب تھی کہ بہت سے صحابہ اکرام کو بیوی کے ساتھ ہم بستر ہونے میں شرم آتی تھی۔ یہاں تک کہ قضائے حاجت کی حالت میں بھی حیاء کو دامن گیر رکھتے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب غسل فرماتے ان کی بیوی کی لونڈی بنانہ ان کے کپڑے ان کے پاس لاتی تو آپ اسے کہتے کہ میری طرف نہ دیکھنا کیونکہ یہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے۔ تب ان کی ریش مبارک سفید تھی۔[40]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اندھیرے گھر میں نہانے کے باوجود شرم وحیا کی وجہ سے سیدھا کھڑے نہیں ہوتے تھے بلکہ سکڑتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ چند لوگوں کو کو پانی میں بغیر تہبند بندھے کھڑے ہوئے دیکھا تو فرمایا مجھے یہ پسند ہے کہ مر کر زندہ ہوں پھر مروں، پھر زندہ ہوں پھر مروں، پھر زندہ ہوں لیکن یہ بے حیائی پسند نہیں ہے۔[41]

نتیجہ بحث وسفارشات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا۔ آپ خود بھی اخلاق حسنہ کا ایک نمونہ تھے وہیں اور اپنے اصحاب کو بھی اچھے اخلاق سکھاتے تھے۔ آپ کی اس تعلیم وتربیت کے نتیجہ میں ایک ایسی جماعت تیار ہوئی جنھوں نے عملی طور پر اخلاقیات کا مظاہرہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کا دور بہترین دور سمجھا جاتا ہے جس کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی ہے۔ ان صحابہ کرام کی زندگیاں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ جیسے انہوں نے اپنے اعلیٰ اخلاق سے دنیا و آخرت میں اعلیٰ مقام حاصل کیا آج امت مسلمہ بھی ان کے نقش قدم پر چل کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکتی ہے۔ جہاں تک پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور کے جماعت اول تا اعلیٰ ثانوی نصاب اسلامیات میں سیرت صحابہ کی روشنی میں اخلاقی تربیت کا تعلق ہے، اس میں ہر جماعت کی درسی کتاب میں کسی ایک صحابی کی سیرت و فضائل و مناقب کا تذکرہ ملتا ہے جو اخلاقی تربیت کے کثیر پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔ لیکن کچھ پہلو ایسے ہیں جن کا تذکرہ سیرت صحابہ کی روشنی میں ہونا لازمی ہے جیسے رواداری، ایفائے عہد، گفتگو کے آداب، وقت کی پابندی، اخوت، والدین کے ساتھ حسن سلوک، صلہ رحمی، رحمدلی، وطن سے محبت، سادگی، آداب مجلس، مساوات اور نیکی اور تقوی کے کاموں میں حصہ لینا وغیرہ جیسی اعلیٰ اخلاقیات کا تذکرہ بھی ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ ان موضوعات کو سیرت رسول کی روشنی میں بیان تو کیا گیا ہے لیکن سیرت صحابہ کی روشنی میں بھی مزید وضاحت کے ساتھ تذکرہ ضروری ہے۔ کیونکہ صحابہ وہ جماعت تھی جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو سن کر فورا عملی نظیر پیش کی۔

---

[39] محمد بن سعد، طبقات ابن سعد (اردو)، تذکرہ حضرت سلمان فارسی، نفیس اکیڈمی، کراچی: 3/201

[40] طبقات ابن سعد، تذکرہ حضرت عثمان غنی، 2/134

[41] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ: 2/219

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ہم دیکھتے ہیں کہ آٹھویں، ثانوی اور اعلیٰ ثانوی جماعت تک تعلیم مکمل ہونے کے بعد بھی ہمارے طلباء پر کوئی اخلاقیات کا رنگ نظر نہیں آتا حالانکہ نصاب اسلامیات میں موجود سیرت صحابہ کی روشنی میں سیرت کردار کو سنوارنے کے لیے اہم اسباق شامل ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ طلباء کو عملی نمونہ بنانے کے لیے سرگرمیاں دی گئی ہیں اور آخر میں اساتذہ کے لیے ہدایات ہیں کہ اس سبق سے متعلق مزید واقعات سنا کر طلباء میں دلچسپی پیدا کریں تاکہ وہ معاشرے میں ایک اچھے کردار کے مالک ہو۔لیکن یہ تمام کچھ ہونے کے باوجود نتیجہ صفر ہے۔ہمیں معاشرے میں اچھے اخلاق و کردار کے لوگ قلیل تعداد میں ملتے ہیں۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے نظام تعلیم میں تدریس اسلامیات کے لیے کوئی خصوصی طور پر معلم مقرر ہی نہیں کیا جاتا۔سائنس یا آرٹس مضامین (اسلامیات کے علاوہ) کے اساتذہ ایک اہم مضمون اسلامیات کی تدریس روایتی انداز میں کر کے اپنا وقت پاس کرتے ہیں۔ان کا مطع نظر امتحان میں کامیابی کے لیے بچوں کو صرف چند سوالات رٹا دینا ہوتے ہیں۔سیرت کردار کو بہتر کرنے کے لیے انتہائی زبردست نصاب ہے لیکن اسلامیات کا ماہر معلم نہ ہونے کی وجہ سے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہو رہے۔اور ہمارے معاشرے کو بھی اخلاقی لحاظ سے کوئی خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں ہو رہے۔لہذا ہمارے تعلیمی نظام میں تدریس اسلامیات کے لیے خصوصی طور پر ماہر اساتذہ کرام مقرر کیے جانے چاہیے۔اساتذہ کرام کو چاہیے کہ نصاب اسلامیات کی تدریس کے دوران تدریسی مقاصد اور سرگرمیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے طلباء کے سیرت و کردار کو بہتر کرنے کی کوشش کریں۔اس کے لیے ان کو خود کو ان کے سامنے عملی نمونہ بننا ہو گا پھر ہی مطلوبہ مقاصد کا حصول ممکن ہو سکتا ہے اور معاشرہ اخلاقی طور ایک مثال بن سکتا ہے۔اس طرح ہر حال میں ایک اچھا مسلمان اور مفید شہری معاشرے میں پروان چڑھے گا۔جس سے ایک ایسی نوجوان نسل تیار ہو سکے گی جو ہر فکری و عملی میدان مین اسلام کا دفاع کر سکے گے۔لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اساتذہ کرام اور والدین خصوصی طور پر توجہ کریں تاکہ ہم اپنے نوجوان نسل کو سیرت صحابہ کی روشنی میں اعلیٰ اخلاقی تعلیمات سے واقفیت دلا کر ایک ایسی موثر نوجوان نسل اور معاشرہ تشکیل دے سکیں جو مستقبل میں ملک و قوم کی ترقی میں معاون بن سکیں اور ہم ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑے ہوں سکیں۔